26810 ـ خاوند کو بتایا گیا کہ اس کی بیوی نے پھر حرام تعلقات قائم کر لیے ہیں تو خاوند نے طلاق دے دی

سوال

میرے دوست نے اپنی بیوی کو ماہ رمضان میں طلاق دے دی، حالانکہ اس کی بیوی پانچ ماہ کی حاملہ تھی، طلاق کا سبب یہ تھا کہ اس کی بیوی کا شادی سے قبل بوائے فرینڈ تھا ، کسی شخص نے اسے کہا کہ وہ اپنے پرائے بوائے فرینڈ سے ملتی رہتی ہے حتی کہ شادی کے بعد بھی ملاقات ہوتی ہے، اس لیے اس شخص نے اپنے والدین کے دباؤ کے تحت اسے طلاق دے دی.
تو کیا اس کا یہ فعل صحیح ہے، اور کیا اللہ سبحانہ و تعالی اس کا یہ عمل قابل قبول ہے یا نہیں ؟
اور ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے بارہ میں کیا ہے اور مستقبل میں اس بچے کی حالت کیا ہو گی اور ماں کی حالت کے متعلق بھی بتائیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالی آپ کی حفاظت فرمائے: آپ نے جو سوال کیا ہے اس میں کئی ایك مسائل ہیں:

اول:

آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کے دوست نے بیوی کو حمل کی حالت میں طلاق دے دی تو اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے.

کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی صحیحین میں حدیث ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے اور پھر طاہر ہونے کی صورت میں یا پھر حمل میں طلاق دے "

یہ اس کی دلیل ہے کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع ہو گی.

دیکھیں: فتاوی الطلاق ابن باز (1 / 45).

دوم:

رہا وہ سبب جس کی بنا پر طلاق دی گئی ہے کہ کسی شخص نے اسے بتایا کہ اس کی بیوی نے اپنے پرانے بوائے فرینڈ کے ساتھ شادی کے بعد بھی تعلقات رکھتی ہے.

ہم اس طرح کی خبر دینے والوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی خبر کو نقل کرنے سے قبل اس کی تصدیق اور ثبوت حاصل کریں، اور پھر اس خبر کو نقل کرنے کا مقصد اصلاح ہو اور اس خاوند کو بھی چاہیے تھا کہ وہ اس خبر کی تصدیق اور تحقیق کرتا، اور بغیر ثبوت کے طلاق نہ دیتا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ الحجرات (6).

بغیر کسی ثبوت اور بغیر دیکھے ہی طلاق دینے میں جلدی کرنا قابل اطمنان سبب کے بغیر شادی کی نعمت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، اور پھر اس خاندان کو بھی ضائع کرنے کا باعث ہے جسے اللہ سبحانہ و تعالی نے بطور احسان بنی آدم کے لیے ذکر کیا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام و سکون پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت و ہمدردی قائم کر دی، یقینا غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت ساری نشانیاں ہیں الروم (21).

اس لیے اگر اس کے لیے کوئی ایسی چیز ثابت ہو جائے جس پر وہ راضی نہیں تو اسے اس کی اصلاح کرنی چاہیے کیونکہ وہ عورت پر حاکم ہے، یا پھر اس کے عیب کو چھپاتے ہوئے اس سے علیحدگی اختیار کر لے اور اسے چھوڑ دے.

سوم:

اگر شادی سے قبل بیوی کے کسی کے ساتھ حرام تعلقات تھے اور اس نے شادی سے قبل ہی توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی اور حرام تعلقات ختم کر لیے تو پھر اسے اس کے گناہ کی عار دلانا جائز نہیں کہ اس پر طعن کیا جائے شادی سے پہلے تو تم ایسی تھی، کیونکہ توبہ کرنے والا بالکل ایسے ہی ہے جیسی کسی کا کوئی گناہ ہی نہ ہو.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے الشوری (25).

اسے ذلیل و رسوا کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے عیوب کی شہرت کرنا جائز ہے، اور نہ ہی اس کے ماضی پر اس کا محاسبہ کرنا جائز ہے، بلکہ اس کے معاملہ کو چھپایا جائے اور اس کی ستر پوشی کی جائے، کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی اس کی دنیا و آخرت میں ستر پوشی فرماتا ہے.

اس طرح کے امور سے ہمارے لیے شریعت اسلامیہ کی حکمت واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے مرد و عورت کے ہر اس تعلق کو منع کیا ہے جو پسند نہیں، مثلا کسی مرد کا کسی عورت کو دیکھنا اوراس سے مصافحہ کرنا، اور اس سے خلوت کرنا چاہے شادی سے قبل ہو یا شادی کے بعد یہ جائز نہیں.

چہارم:

رہا مسئلہ خاوند کے والدین کا بہو پر لگائے گئے الزام کو ثابت ہوئے بغیر ہی بیٹے پر اسے طلاق دینے کا دباؤ ڈالنا تو یہ صحیح نہیں، کیونکہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری تو نیکی و معروف کے کاموں میں ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب اور پسند ہیں.

جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اطاعت و فرمانبرداری تو نیکی و معروف کے کاموں میں ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7245) صحیح مسلم حدیث نمبر (1840).

اب والدین نے اس بیٹے کو بغیر کسی گناہ کے بہو کو طلاق دینے میں جلدی سے جو حکم دیا ہے وہ نیکی میں شامل نہیں.

پنجم:

رہا مسئلہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ: شرعی قاعدہ اور اصول ہے کہ " الولد للفراش " بچہ بستر کا ہے، اور وہ خاوند کے تابع ہوگا، اور خاوند کی ہی شمار کیا جائیگا.

لیکن اگر خاوند اس سے برات کا اظہار کر دے تو پھر نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

" بچہ بستر (والے) کا ہے، اور زانی کے لیے پتھر ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2053) صحیح مسلم حدیث نمبر (1457).

یعنی وہ بچہ خاوند کی طرف منسوب ہو گا اور اس کے نسب سے شمار کیا جائیگا، اور اسے شبہ وغیرہ شمار نہیں کیا جائیگا، خاص کر اس حالت میں جس میں یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ شبہ والی بات بہت بعید کی ہے.

اور پھر دین اسلام تو نسب کے ثبوت کی رغبت دلاتا ہے اس لیے اس خاوند کو اپنے آپ پر وسوسہ کا دروازہ نہیں کھولنا چاہیے کہ اس کی مطلقہ عورت جو بچہ جنے گی اس کے متعلق وہ وسوسہ کا شکار ہو جائے، کیونکہ اس کے خلاف تو اس کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ہے.

اور اگر خاوند اس طلاق کے بعد بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے اور بیوی ابھی حاملہ ہی ہے اور طلاق ایك بار ہوئی ہے یا پھر دو بار تو وہ اس کی شرعی طور پر بیوی ہے کیونکہ ابھی عدت ختم نہیں ہوئی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے حمل وضع کر لیں .

لہذا اس کو بیوی سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، اور وہ رجوع کرتے وقت دو گواہ بنا لے تو اس طرح وہ اس کی بیوی بن جائیگی، اور اگر اس کا حمل وضع ہو چکا ہے اور یہ پہلی یا دوسری طلاق تھی تو وہ اس سے نئے مہر کے ساتھ پوری شروط کی موجودگی میں نیا نکاح کر سکتا ہے.

اس کو اس طرح کی خبروں سے بچ کر رہنا چاہیے اور اپنی بیوی کی حفاظت و عصمت کی حرص رکھے اور اسے ہر شك و شبہ کی جگہ سے بچا کر رکھے.

واللہ اعلم .